الرطب ھو الذی لایتقاطر بعصرہ اذ یمکن ان یصیب الثوب الجاف قدرہ کثیر من النجاسۃ و لاینبع منہ شیئ بعصرہ کما ھو مشاھد عند البدایۃ بغسلہ الخ وفیہ عن الامام الزیلعی لانہ اذا لم یتقاطر منہ بالعصر لاینفصل منہ شیئ وانما یبتل ما یجاورہ بالنداوۃ وبذلک لایتنجس الخ وفیہ عن الخانیۃ اذا غسل رجلہ فمشی علی ارض نجسۃ بغیر مکعب فابتل الارض من بلل رجلہ واسود وجہ الارض لکن لم یظھر اثر بلل الارض فی رجلہ فصلی جازت صلاتہ وان کان بلل الماء فی رجلہ کثیرا حتی ابتل وجہ الارض وصار طینا ثم اصاب الطین رجلہ لاتجوز صلاتہ الخ، واللہ سبحانہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

مسئلہ (۱۷۶) از کلکتہ دھرم تلا نمبر ۶ مرسلہ جناب غلام قادر بیگ صاحب ۹ ذیقعدہ ۱۳۱۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر پکی ہوئی کھچڑی یا چاول یا چونے میں چوہے کی مینگنی نکلے تو کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا

الجواب: چوہے کی مینگنی اگر چاول کھچڑی روٹی وغیرہ کھانے کی چیزوں میں نکلے تو اُسے پھینک کر وہ اشیاء کھالی جائیں بشرطیکہ اُس کا رنگ یا بُو یا مزہ ان میں نہ آگیا ہو اور اگر چونے میں نکلے اور وہ چونا جما ہوا ہے تو اُس کے قریب کا پھینک کر باقی کھالیں اور بہتا ہوا ہے تو اس سب سے احتراز کریں۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ (۱۷۷) از بنارس محلہ پتر کنڈہ مرسلہ مولوی محمد عبدالحمید صاحب ۸ رجب ۱۳۱۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین ابقاھم اللہ تعالٰی الی یوم الدین اس میں کہ زید تو مستندا بقولہ تعالٰی ویسئلونک ماذا احل لھم الآیۃ ومتمسکا باحادیث الامر باکل صید قتلہ الکلب المعلم المرسل ولم یاکل منہ کہ ازاں جملہ ایک یہ حدیث عدی بن حاتم ہے قال قلت یارسول اللہ انا نرسل الکلاب المعلمۃ قال کل ما امسکن علیک قلت وان قتلن قال وان قتلن الحدیث اور احادیث الاذن فی اقتناء کلب ماشیۃ وصید وزرع وغنم کہ ازاں جملہ ایک یہ حدیث عبداللہ بن مغفل ہے قال انی لممن یرفع اغصان الشجرۃ عن وجہ رسول اللہ وھو یخطب فقال لولا ان الکلاب امۃ من الامم لامرت بقتلھا فاقتلوا منھا کل اسود بھیم ومامن اھل بیت یرتبطون کلبا الا نقص من عملھم کل یوم قیراط الا کلب صید او کلب حرث او کلب غنم واحادیث الترخیص فی ثمن کلب الصید

رسالہ مسلک الطلب عن القائلین بطہارۃ الکلب (۱۳۱۲ھ)

کہ انا نجملہ ایک وہ حدیث ہے جس کو ہمارے امام حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی مسند میں ہیثم سے وہ عکرمہ سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ قال رخص رسول اللہ ﷺ فی ثمن کلب الصید وحدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کانت الکلاب تقبل وتدبر فی عہد رسول اللہ ﷺ فلم یکونوا یرشون شیئا من ذلک وحدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما قال علیہ الصلوۃ والسلام ایما اھاب دبغ فقد طھر ومستدلا باقوال علمائنا الحنفیۃ کہ ازاں جملہ ایک یہ ہے جو عامۂ کتب فقہ میں ہے کل اھاب اذا دبغ فقد طھر الا جلد الخنزیر والآدمی اور دوسرا یہ جو ہدایہ میں ہے ولیس الکلب بنجس العین اور تیسرا یہ جو تنویر الابصار اور اس کی شرح دُرِ مختار میں ہے اعلم انہ لیس الکلب بنجس العین عند الامام وعلیہ الفتوی وان رجح بعضھم النجاسۃ کما بسطہ ابن الشحنۃ اور چوتھا یہ جو رد المحتار میں ہے۔ وھو ای عدم کون الکلب نجس العین الصحیح والاقرب الی الصواب بدائع وھو ظاھر المتون بحر ومقتضی عموم الادلۃ فتح۔ اور پانچواں یہ جو عالمگیری میں ہے والصحیح ان الکلب لیس بنجس العین اور چھٹا یہ جو عنایہ میں ہے الاصح ان الکلب لیس بنجس العین اور ساتواں جو غایۃ البیان میں ہے فی نجاسۃ عینہ اختلاف المشائخ والاصح انہ لیس بنجس العین اور آٹھواں یہ جو مراقی الفلاح میں ہے یطھر جلد الکلب لانہ لیس بنجس العین علی الصحیح اور نواں یہ جو نہر الفائق میں ہے یطھر جلد الکلب ایضا بناء علی ما علیہ الفتوی من طھارۃ عینہ وان رجح بعضھم النجاسۃ اور دسواں یہ جو شامی میں ہے فمعنی القول بطھارۃ عینہ طھارۃ ذاتہ مادام حیا وطھارۃ جلدہ بالدباغ والذکاۃ وطھارۃ ما لا تحلہ الحیوۃ من اجزائہ کغیرہ من السباع اور گیارہواں یہ جو سعایہ میں ہے قلت لم یتضح لی الی الآن دلیل علی کونہ نجس العین و دلائل المثبتین کلھا مخدوشۃ اور بارھواں وہ جو مولوی عبد الحی لکھنوی نے تعلیق ممجد میں بعد ذکر ان حدیثوں کے جو کہ طہارت اُہُب پر دباغت سے مطلقاً دلالت کرتی ہیں کہا ہے وبھذہ الاحادیث و نظائرھا ذھب الجمھور الی الطھارۃ بالدباغۃ مطلقا الا انھم استثنوا من ذلک جلد الانسان لکرامتہ وجلد الخنزیر لنجاسۃ عینہ واستثنی ایضا جلد الکلب من ذھب الی کونہ نجس العین وھو قول جمع من الحنفیۃ وغیرھم ولم ینل علیہ دلیل قوی بعد۔ اور تیرہواں یہ جو فتح القدیر میں ہے اختلف المشائخ فی التصحیح والذی یقتضیہ عموم ایما اھاب طھارۃ عینہ ولم یعارضہ ما یوجب نجاستھا فوجب حقیقۃ عدم نجاستھا کہتا ہے کہ کتا طاہر العین ہے اور کہتا ہے کہ آیت میں

تو وجہ دلالت کی یہ ہے کہ یہ آیت بلا ضرورت کتے سے از روئے اصطیاد کے جواز انتفاع پر بلکہ بجز کھانے کے اور اُس سے سب طرح کے فائدے اٹھانے کے جواز پر دلالت کرتی ہے۔ قرطبی نے کہا ہے وقد ذکر بعض من صنف فی احکام القرآن ان الآیۃ تدل علی ان الاباحۃ تناولت ما علمنا الجوارح وھو ینتظم الکلب وسائر جوارح الطیر وذلک یوجب اباحۃ سائر وجوہ الانتفاع فدل علی جواز بیع الکلب والجوارح والانتفاع بہا بسائر وجوہ المنافع الا ما خصہ الدلیل وھو الاکل من الجوارح ای الکواسب من الکلاب وسباع الطیر اور کسی چیز سے بلا ضرورت انتفاع کا جائز ہونا اُس چیز کے عدم نجاست کی علامت ہے تو اس نے اُس کے عدم نجاست پر بھی دلالت کی کما ہو ظاہر اور حدیث ابن عمر میں یہ کہ موسم گرمی میں اکثر اوقات کتے کیچڑ میں بھرے ہوئے پانی میں بھیگے ہوئے مسجد میں آتے جاتے ہوں گے اور یہ کیچڑ پانی مسجد میں گرتا ٹپکتا ہوگا تو جبکہ باوجود اس کے رش بھی نہ ثابت ہوا تو اُن کے اجسام اور اعیان کے عدم نجاست ثابت ہوئی اور احادیث اذن فی اقتناء الکلب کی دلالت کی نسبت مولوی عبد الحی نے سعایہ میں کہا ہے نعم لہا دلالۃ علی طہارۃ جسمہ وعدم تنجس عینہ البتۃ فان الاذن فی اقتنائہ دال علی انہ لیس بنجس العین اور باقی حدیثوں میں وجہ دلالت کی ظاہر ہے اور عمرو استدلالاً باحادیث الامر بقتل الکلاب و احادیث عدم دخول الملائکۃ بیتا فیہ کلب و احادیث الامر بغسل الاناء من ولوغ الکلب سبعا او ثمانیا او ثلثا و اہراق ما فضل من شربہ و حدیث ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ان النبی دعی الی دار قوم فاجاب ودعی الی دار اٰخرین فلم یجب فقیل لہ فی ذلک فقال ان فی دار فلان کلبا فقیل لہ وان فی دار فلان ہرۃ فقال الہرۃ لیست بنجسۃ انما ھی من الطوافین علیکم والطوافات و تمسکا باقوال بعض علمائنا الحنفیۃ کہ از انجملہ ایک یہ ہے جو مبسوط میں ہے الصحیح من المذہب عندنا ان الکلب نجس اور دوسرا یہ جو ابو المکارم کی شرح نقایہ میں ہے۔ فی فتاوی قاضی خاں ما یدل علی ان الکلب نجس العین وفی موضع اٰخر ما یدل علی انہ لیس کذلک وسمعت ان الروایۃ الصحیحۃ عندنا ھو الاول اور تیسرا یہ جو شرح وقایہ وغیرہ بعض کتب فقہ میں ہے۔ اذا سد کلب عرض النہر ویجری الماء فوقہ ان کان ما یلاقی الکلب اقل مما یلاقیہ یجوز الوضوء فی الاسفل والا لا کہتا ہے کہ کتا نجس العین ہے اور زید عمرو کے ان دلائل میں سے احادیث امر بقتل الکلاب اور احادیث عدم دخول ملائکہ اور

احادیث امر بغسل اناء کا تو جواب یہ دیتا ہے کہ ان سب حدیثوں کے نجاست کلب پر دلالت کرنے میں ضعف ہے۔ احادیث امر بقتل کلاب کے دلالت کرنے میں تو اس وجہ سے کہ یہ امر اُن کی نجاست کے سبب سے نہ تھا بلکہ ملائکہ کے اُس گھر میں جس میں کتا ہو نہ داخل ہونے کی وجہ سے تھا جیسا کہ امر مذکور ہی کی احادیث سے مفہوم ہوتا ہے۔ اور اگر ہم تسلیم بھی کر لیں تو اس کا نسخ وارد ہو چکا ہے اور احادیث عدم دخول ملائکہ کے دلالت کرنے میں اس وجہ سے کہ امتناع ملائکہ کا باعث کلب کی نجاست ہی نہیں متعین ہو سکتی بلکہ ممکن ہے کہ کوئی اور امر ہو قال العلامۃ الدمیری فی حیوۃ الحیوان قال العلماء سبب امتناعهم من البيت الذي فيه الكلب كثرة اكلها النجاسات وبعض الكلاب يسمى شيطانا والملائكة ضد الشياطين ولقبح رائحة الكلب والملائكة تكره الرائحة الخبيثة ولانها نهي عن اتخاذها فعوقب متخذها بحرمانه دخول الملائكة بيته اور نظیر اس کی وہ حدیث ہے جس کو امام مالک اور بخاری اور مسلم نے حضرت عائشہ سے مرفوعاً اخراج کیا ہے کہ جس گھر میں تصویریں ہوتی ہیں اُس میں فرشتے نہیں داخل ہوتے۔ اور نیز وہ حدیث ہے جس کو امام مالک اور احمد اور ترمذی اور ابن حبان نے ابو سعید سے مرفوعاً اخراج کیا ہے کہ جس گھر میں تماثیل یا صورت ہوتی ہیں اس میں فرشتے نہیں آتے۔ اور نیز وہ حدیث جس کو بغوی اور طبرانی اور ابو نعیم نے معرفہ میں اور ابن قانع نے اسود ابن غزی سے مرفوعاً اخراج کیا ہے کہ ملائکہ اس قافلے کے ساتھ نہیں ہوتے جس میں گھنٹا ہوتا ہے اور نیز وہ حدیث ہے جس کو طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً اخراج کیا ہے کہ ملائکہ جنب اور متضمخ بخلوق پر اُن کے غسل کرنے تک حاضر نہیں ہوتے۔ اور نیز وہ حدیث ہے جس کو احمد اور ابو داؤد نے عمار سے مرفوعاً اخراج کیا ہے کہ ملائکہ جنازۂ کافر پر خیر سے اور متضمخ بزعفران اور جنب پر نہیں حاضر ہوتے۔ تو جیسا کہ ان حدیثوں سے نجاست تصویر اور جنازۂ کافر اور جنب اور متضمخ بزعفران وغیر ذلک پر استدلال کرنا غیر ممکن ہے ایسا ہی احادیث عدم دخول ملائکہ سے نجاست کلب پر تمسک کرنا ناجائز اور احادیث امر بغسل اناء کے دلالت کرنے میں تو ضعف کا ہونا ظاہر ہے ہاں نجاست لعاب کلب پر یہ حدیثیں البتہ دال ہیں نہ اُس کے عین کی نجاست پر۔ اور حدیث ابی ہریرہ کا جواب اولاً تو یہ دیتا ہے کہ اس حدیث کو مولانا الہداد جونپوری نے حاشیۂ ہدایہ میں اور دمیری نے حیوۃ الحیوان میں نقل کیا ہے اور کہا ہے یعنی دمیری نے کہ اس حدیث کو امام احمد اور دارقطنی اور حاکم اور بیہقی نے حدیث ابی ہریرہ

رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے لیکن میں نے جو سنن دارقطنی اور مستدرک حاکم کی طرف مراجعت کی تو میں نے ان دونوں میں اس حدیث کو اس لفظ سے نہیں پایا بلکہ لفظ کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یاتی دار قوم من الانصار ودونھم دار فیشق ذلک علیھم فقالوا یا رسول اللہ تاتی دار فلان ولا تاتی دارنا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لان فی دارکم کلبا قالوا فان فی دارھم سنورا فقال النبی السنور سبع کے ساتھ پایا تو اول تو اصح اس کا وقف ہے اور دوسرے اسناد اس کی قوی نہیں قال الحافظ ابن حجر فی التلخیص بعد ذکر الحدیث قال ابن ابی حاتم فی العلل سألت ابا زرعۃ عنہ فقال لم یرفعہ ابو نعیم وھو اصح وعیسی عہ لیس بالقوی قال العقیلی لایتابعہ علی ھذا الحدیث الا من ھو مثلہ او دونہ وقال ابن حبان خرج عیسی عن حد الاحتجاج ولما ذکرہ الحاکم قال ھذا الحدیث صحیح تفرد بہ عیسی عن ابی زرعۃ وھو صدوق لم یجرح قط ھکذا قال وقد ضعفہ ابو حاتم وابوداؤد وغیرھما وقال ابن الجوزی لایصح انتھی ملخصا۔

اور تیسرے برتقدیر اس کے رفع اور اس کے اسناد کی صحت کے اس کو اس لفظ سے نجاست کلب پر ہرگز دلالت نہیں ہاں بلی کے مثل کتے کے شیطان نہ ہونے پر البتہ اس کو دلالت ہے جیسا کہ بعض شارحین نے لکھا ہے اور ثانیا یہ کہ برتقدیر اس کے اس لفظ کے ساتھ موجود ہونے اور اس کے رفع اور اس کے اسناد کی صحت کے نہیں ثابت ہوگی اس سے مگر نجاست اضافیہ یعنی کتے کا بہ نسبت بلی کے نجس ہونا نہ حقیقیہ کما لایخفی علی من لہ طبع سلیم وذھن مستقیم اور وہ مسلّم ہے بیشک بہ نسبت بلی کے کتا نجس ہے کیونکہ اس کا گوشت اور خون اور لعاب اور سئور اور عرق ہمارے نزدیک نجس ہے بخلاف بلی کے اور بحث اُس کی نجاست عین سے ہے تو حدیث کو اس پر دلالت نہیں فتدبر اور اقوال فقہاء میں سے اُن دونوں قولوں کا تو جو مبسوط اور شرح نقایہ میں ہیں جواب یہ دیتا ہے کہ اول ان دونوں قولوں میں کلب کی نجاست کی نسبت لفظ صحیح بولا ہے اور اُن اقوال میں جو میرے دلائل سے ہیں اس کے طاہر العین ہونے کی نسبت لفظ اقرب الی الصواب اور لفظ اصح کہا ہے وقد صرحوا بان لفظ الاصح اکد من الصحیح فیتبع الاکد کما صرح بہ رد المحتار اور دوم اگر ہم مساوات لفظ تصحیح کو بھی مان لیں تو فتویٰ تو اُس کے طاہر العین ہونے پر ہے فیوخذ بما علیہ الفتوی دون غیرہ اور سوم اگر ہم اختلاف فتویٰ کو بھی تسلیم کریں تو تب بھی بموجب قاعدہ اذا اختلف التصحیح والفتوی فالعمل بما فی المتون اولی کے عمل مافی المتون ہی پر کیا جائے گا والمراد بالمتون لیس جمیع المتون بل المختصرات التی

عہ ہذا احد رواۃ ہذا الحدیث ۱۲

الفہا حذاق الائمۃ وکبار الفقہاء المعروفین بالعلم والزھد والفقہ والثقۃ فی الروایۃ کابی جعفر الطحاوی والکرخی والحاکم الشہید والقدوری ومن فی ھذہ الطبقۃ وقد کثر اعتماد المتأخرین علی الوقایۃ لبرھان الشریعۃ وکنز الدقائق لابی البرکات والمختار لابی الفضل ومجمع البحرین لمظفر الدین ومختصر القدوری لاحمد بن محمد وذلک لما علموا من جلالۃ مؤلفیھا والتزامھم ایراد مسائل معتمدۃ علیھا واشھرھا ذکرا واقوٰھا اعتمادا الوقایۃ والکنز ومختصر القدوری وھی المراد بقولھم المتون الثلثۃ تو ان سب میں علی الخصوص ان متون ثلاثہ میں بجز اس کے طاہر العین ہونے کے اور کچھ نہیں وللہ الحمد اور اس کا جو کہ شرح وقایہ وغیرہ میں ہے یہ کہ اس قول میں کلب سے مراد کلب میّت ہے۔ حسن چلپی نے ذخیرۃ العقبٰی میں کہا ہے واذا اسد کلب ای میت اور ایسا ہی سعایہ اور رعایہ میں بھی ہے اور شرح وقایہ کے اردو ترجمہ میں ہے کہ اگر مرا ہوا کتا رواں ندی میں پڑا ہو تو دونوں میں صحیح قول کس کا ہے اور بر تقدیر زید کے قول کے صحیح ہونے کے اس کے استدلال اور جواب بھی صحیح ہیں یا نہیں اور نیز اس میں کہ بر تقدیر کلب کی طہارت عین کی صحت کے یہ جو ردالمحتار میں نقلاً عن البدائع ہے قال مشائخنا من صلی وفی کمہ جرو تجوز صلاتہ وقیدہ الفقیہ ابوجعفر الھندوانی بکونہ مشدود الفم اور نیز یہ جو اس میں نقلاً عن المحیط ہے صلی ومعہ جرو کلب او ما لا یجوز الوضوء بسؤرہ قیل لم یجز والاصح ان کان فمہ مفتوحا لم یجز لان لعابہ یسیل فی کمہ فینجس لو اکثر من قدر الدرھم ولو کان مشدودا بحیث لا یصل لعابہ الی ثوبہ جاز لان ظاھر کل حیوان طاھر ولا یتنجس الا بالموت ونجاسۃ باطنہ فی معدنھا فلا یظھر حکمھا کنجاسۃ باطن المصلی اور نیز یہ جو اس میں نقلاً عن الحلیہ ہے والاشبہ اطلاق الجواز عند من سیلان القذر المانع قبل الفراغ من الصّلوۃ بوجہ اس کے اس پر یعنی کلب کی طہارت عین پر مبنی ہونے کے بدلیل المبنی علی الصحیح صحیح کے صحیح ہوگا یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

الحمد للہ الذی اعطی کل شیئ خلقہ ثم ھدی فکان اصل کل شیئ طاھرا اذ من القدوس الطاھر بدا وصلی اللہ تعالٰی علی السید الطیب الطاھر الذی میز الخبیث من الطیب بنور الھدی

وعلی اٰلہ الاطائب وصحبہ الاطاھر وبارک وسلم دائما ابدا قال احد کلاب الباب النبوی احمد رضا المحمدی السنی الحنفی القادری البریلوی غفر اللہ لہ وحقق املہ اٰمین۔ قول زید اصح وارجح واحق بالقبول واوفق بالمنقول والمعقول ہے اور اُس کے اکثر دلائل وجوابات صحیح ونجیح وقابل قبول فی الواقع ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے مذہب میں یہ جانور سائر سباع کے مانند ہے کہ لعاب نجس اور عین طاہر یہی مذہب ہے صحیح واصح ومعتمد ومؤید بدلائل قرآن وحدیث ومختار وماخوذ للفتوٰی عند جمہور مشائخ القدیم والحدیث ہے۔ کلام زید میں بقدر کفایت اس کی تفصیل مذکور اور مسئلہ خود کثیر الدور ومعروف ومشہور لہٰذا اداءً لحق الجواب وکشف الصواب جمیع ابحاث منتقدہ حدیث وفقہ وترجیح وتزییف میں اضافہ چند فائدہ زائدہ منظور اما الحدیث فنذکر ماذکرہ اصحابنا ثم نورد تحقیق الروایۃ ثم نشیر الی تنقیح الدرایۃ آثار عدیدہ میں مروی کہ کلب مملوک کے قاتل پر ضمان لازم اور سگ شکاری کو عورت کا مہر مقرر کرسکتے ہیں قال العلامۃ علی القاری علیہ رحمۃ الباری فی المرقاۃ کتاب البیوع باب الکسب تحت حدیث ابی مسعود الانصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نھی عن ثمن الکلب ما نصہ ھو محمول عندنا علی ما کان فی زمنہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حین امر بقتلہ وکان الانتفاع بہ یومئذ محرما ثم رخص فی الانتفاع بہ حتی روی انہ قضی بکلب صید قتلہ رجل باربعین درھما وقضی فی کلب ماشیۃ بکبش ذکرہ ابن الملک اھ **اقول** ظاھرہ عزوذلک الی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وقد صرح بہ فی الاسرار والنہایۃ وذخیرۃ العقبی وغیرھما من الشروح والاسفار فقالوا ان عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالٰی عنہما روی عن رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انہ قضی فی کلب باربعین درھما ولکن ظنی ان المعروف[1] وقفہ فلعل قضی فی الموضعین علی البناء للمفعول قال الامام الاجل ابوجعفر فی شرح معانی الاٰثار نزول ھذہ الاٰیۃ بعد تحریم الکلاب وان ھذہ الاٰیۃ اعادت الجوارح المکلبین الی الضمیر نبتا حلالا واذا صارت کذلک کانت فی سائر الاشیاء التی ھی حلال فی حل امساکھا واباحۃ اثمانھا وضمان متلفیھا ما اتلفوا منہا کغیرھا

---

[1] بعد کتابتی لہذا المحل رأیت المحقق حیث اطلق ذکرہ الحدیث فی الفتح عزاہ الاسرار ثم قال ھذا لایعرف الا موقوفا الخ وللہ الحمد ۱۲ منہ

وقد روی فی ذلك عمن بعد النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حدثنا یونس ثنا ابن وھب قال سمعت جریج یحدث عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ عبد اللہ بن عمرو انہ قضی فی کلب صید قتلہ رجل باربعین درھما وقضی فی کلب ماشیۃ بکبش اھ ثم اسند عن ابن شھاب الزھری انہ قال اذا قتل الکلب المعلم فانہ یقوم قیمتہ فیغرمہ الذی قتلہ ثم عن محمد بن یحیی بن حبان الانصاری قال کان یقال یجعل فی الکلب الضاری اذا قتل اربعون درھما اھ وفی عمدۃ القاری للعلامۃ البدر محمود العینی عن عثمان رضی اللہ تعالٰی عنہ انہ اجاز الکلب الضاری فی المھر وجعل علی قاتلہ عشرین من الابل ذکرہ ابو عمر فی التمھید ان احادیث سے کلب کا مال متقوم ہونا ثابت اور یہ ظاہر کہ نجس العین مال متقوم نہیں تو واجب کہ طاہر العین ہو ولذا جعل التضمین فی الدر مبنیا علی القول بالطھارۃ حیث قال لیس الکلب بنجس العین عند الامام وعلیہ الفتوی فیباع ویؤجر ویضمن الخ قال الشامی ھذہ الفروع بعضھا ذکرت احکامھا فی الکتب ھکذا وبعضھا بالعکس والتوفیق بالتخریج علی القولین کما بسطہ فی البحر الخ **اقول** وانظر ما نذکرہ فی جواز البیع وفتش تعرف

واما الفقہ فنقول نقول کثیرۃ بشیرۃ شائعۃ فی کتب المذھب متونا وشروحا وفتاوی مختصر قدوری وہدایہ ووقایہ ونقایہ ومختار وکنز ووافی واصلاح ونور الایضاح وملتقی وتنویر وغیرہا عامہ متون میں تصریح صریح ہے کہ کل اھاب دبغ فقد طھر الاجلد الخنزیر والآدمی اس کلیہ سے صرف یہی دو استثناء فرماتے ہیں استثنائے کلب کا اصلا پتہ نہیں دیتے ولہذا علامہ زین العلماء نے بحر الرائق پھر علامہ حسن شرنبلالی نے غنیہ ذوی الاحکام میں تبعا للمحقق علی الاطلاق فی الفتح فرمایا الذی یقتضیہ عموم ما فی المتون کالقدوری والمختار والکنز طھارۃ عینہ ولم یعارضہ مایوجب نجاستھا فوجب ترجیح تصحیح عدم نجاستھا الخ علامہ سید ابو سعود ازہری نے فتح اللہ المعین میں فرمایا قولہ وکل اھاب مقتضی ھذہ الکلیۃ طھارۃ جلد الکلب بالدباغ بناء علی ماھو المفتی بہ من انہ لیس بنجس العین اسی میں حکم فیل بیان کرکے فرمایا وکذا الکلب ایضا علی ماعلیہ الفتوی من طھارۃ عینہ وان رجح بعضھم النجاسۃ امام ابو البرکات عبد اللہ محمود نسفی کافی شرح وافی میں فرماتے ہیں الکلب لیس بنجس العین لانہ ینتفع بہ حراسۃ واصطیادا فکان کالفھد فیطھر بالدباغ اسی طرح مستخلص الحقائق میں ہے، امام زیلعی تبیین الحقائق پھر علامہ شرنبلالی غنیہ میں فرماتے ہیں فی الکلب روایتان بناء علی انہ نجس العین اولا والصحیح انہ لاینجس

لم یدبغ فلا لانہ لیس بنجس العین ملتقی الابحر اور اس کی شرح مجمع الانہر[18] میں ہے (کل اھاب دبغ
فقد طھر الا جلد الآدمی لکرامتہ والخنزیر لنجاسۃ عینہ) واختلف فی جلد الکلب والصحیح انہ یطھر
نقایہ اور اس کی شرح جامع الرموز[19] میں ہے (کل اھاب دبغ طھر الا جلد الخنزیر والآدمی) فی الاکتفاء
رمز الی ان الکلب یطھر بہ خلافا للصاحبین ففی کونہ نجس العین خلاف کما فی الزاھدی والاول
الصحیح کما فی التحفۃ نور الایضاح اور اُس کی شرح مراقی الفلاح میں ہے تنزح (بوقوع خنزیر و
لو خرج حیا ولم یصب فمہ الماء) لنجاسۃ عینہ (و) تنزح (بموت کلب) قید بموتہ فیہا لانہ غیر نجس العین
علی الصحیح علامہ احمد مصری اس کے حاشیہ[20] میں فرماتے ہیں ھو قول الامام رضی اللہ تعالٰی عنہ وعندھما
نجس العین کالخنزیر والفتوی علی قول الامام وان رجح قولھما کما فی الدر عن ابن الشحنۃ علامہ
محقق محمد محمد بن امیر الحاج حلیہ[21] میں فرماتے ہیں کون الکلب لیس بنجس العین ھو المرجح اسی میں ہے
قد سلف مرارا انہ القول الراجح یہی قول امام صدر شہید کا مختار ہے کما فی الطحطاوی علی الدر
وفی الحلیۃ عن الذخیرۃ عن شرح الطحاوی ان الکلب لیس بنجس العین وھو اختیار الصدر
الشہید اُسی میں تحفۃ الفقہاء[23] امام علاء الدین سمرقندی و محیط[24] امام رضی الدین و بدائع[25] امام ملک العلماء ابوبکر
مسعود کاشانی رحمہم اللہ تعالٰی سے ہے الصحیح انہ لیس بنجس العین اُسی میں ہے وفی موضع اخر من البدائع
وھذا اقرب القولین الی الصواب انتہی ومشی علیہ غیر واحد من المشائخ علامہ ابراہیم حلبی غنیہ[26] شرح
منیہ میں فرماتے ہیں الذی تقتضیہ الدرایۃ عدم نجاسۃ عینہ لما قال صاحب الھدایۃ ولعدم الدلیل
علی نجاسۃ العین والاصل عدمہا والدلیل الدال علی نجاسۃ سؤرہ لا یقتضی نجاسۃ عینہ صغیری[27] میں
فرمایا جرو الکلب اذا جلس علیہ بنفسہ فعلی الروایۃ الصحیحۃ ینبغی ان تجوز صلاتہ لانہ غیر حامل
للنجاسۃ اھ ملخصا علامہ شرنبلالی تیسیر[28] المقاصد شرح نظم الفرائد میں فرماتے ہیں الکلب لیس نجس العین
فی الاصح حاشیہ طحطاویہ[29] علی الدر میں ہے علی القول بان الکلب لیس بنجس العین لا ینجسہ اذا لم یصل
فمہ الماء وھو الاصح اسی میں کتاب التجنیس[30] والمزید للامام برھان الدین الفرغانی سے ہے انہ الاصح بزازیہ[31]
میں اُسی سے یوں ہے ھو الصحیح ذخیرہ وجوہرہ[32] میں جامع صغیر سے ہے جلدہ یطھر بالدباغ عندنا اُسی میں نصاب[33]
سے ہے ان کان الجرو مشدود الفم تجوز اھ یعنی صلاۃ حاملہ مجموعہ علامہ القروی[34] میں ہے سنہ لیس بنجس
اُسی میں بحوالہ قنیہ[35] امام اجل ابو نصر دبوسی[36] سے ہے طین الشارع ومواطئ الکلاب فیہ طاھر الا اذا رأی

عین النجاسۃ قال وھو الصحیح من حیث الروایۃ وقریب المنصوص عن اصحابنا اسی طرح طریقہ محمدیہ[37] میں مجمع الفتاوی[38] سے ہے خلاصہ[39] میں ہے لو صلی وفی عنقہ قلادۃ فیہا سن کلب او ذئب تجوز صلاتہ اسی طرح اس مذہب مہذب کی تصحیح و ترجیح اور اس پر جزم و اعتماد و بنا و تفریع شراح ہدایہ مثل علامہ قوام الدین[40] کاکی و علامہ سغناقی صاحب نہایہ[41] وغیرہما و عقد الفوائد[42] شرح نظم الفرائد للعلامۃ ابن الشحنہ و امام اسبیجابی[43] شارح مختصر طحاوی و ذخیرہ[44] و توشیح[45] شرح الہدایہ للعلامۃ السراج الہندی و تجرید[46] و عمدۃ المفتی وغیرہا سے ثابت بحر الرائق میں ہے۔ صحح فی الھدایۃ طھارۃ عینہ وتبعہ شارحوھا کالاتقانی والکاکی والسغناقی اسی میں ہے وقد صرح فی عقد الفوائد شرح منظومۃ ابن وھبان بان الفتوی علی طھارۃ عینہ اسی میں ہے قال القاضی الاسبیجابی واما الکلب یحتمل الذکاۃ والدباغۃ فی ظاھر الروایۃ خلافا لما روی الحسن اُسی میں ہے ذکر فی السراج الوھاج معزیا الی الذخیرۃ لسنان الکلب طاھرۃ واسنان الادمی نجسۃ لان الکلب ینفع علیہ الذکاۃ بخلاف الخنزیر والادمی اھ ولایخفی ان ھذا کلہ علی القول بطھارۃ عینہ لانہ عللہ بکونہ یطھر بالذکاۃ اُسی میں ہے ذکر السراج الھندی فی شرح الھدایۃ معزیا الی التجرید ان الکلب لو اتلفہ انسان ضمنہ ویجوز بیعہ وتملیکہ وفی عمدۃ المفتی لو استاجر الکلب یجوز اس کے حاشیہ منحۃ الخالق[47] میں نہر الفائق سے ہے القول بطھارۃ عینہ ھو الاصح اھ ملخصا مرقاۃ[48] میں زیر حدیث اذا دبغ الاھاب فقد طھر علامہ ابن ملک[49] سے نقل فرمایا ھذا بعمومہ حجۃ علی الشافعی فی قولہ جلد الخنزیر لایطھر بالدباغ واستثنی من عمومہ الادمی تکریما لہ والخنزیر لنجاستہ عینہ یہ پچاس ہیں ان میں اگرچہ ضمناً ہدایہ و در مختار و اتقانی و مراقی و نہر کا بھی ذکر آیا مگر یہ کلام زید میں معدود ہو چکی تھیں لہٰذا انہیں شمار نہ کیا وانما لم نعد السراج الوھاج لانہ وان نقل عن الذخیرۃ مامر لکنہ ذکر ان جلد الکلب نجس وشعرہ طاھر ھو المختار اھ وھذا قول ثالث ذکرہ الولوالجی وغیرہ واعتمدہ الفقیہ ابو اللیث فی فتاواہ وحکاہ فی العیون عن ابی یوسف رحمہ اللہ تعالٰی ان الکلب اذا دخل الماء فانتفض فاصاب ثوبا افسدہ ولو اصابہ مطر لالان فی الاول اصاب الماء جلدہ وجلدہ نجس وفی الثانی شعرہ وشعرہ طاھر لیس فیہ ان القائلین بنجاسۃ العین متفقون علی طھارۃ الشعر کما ظنہ البحر حیث قال بعد ذکر طھرہ لایخفی ان ھذا علی القول بنجاسۃ عینہ ویستفاد منہ ان الشعر طاھر علی القول بنجاسۃ عینہ لما ذکر فی السراج الوھاج الخ ثم قال بعد کلام طویل علم مما قررناہ انہ لایدخل فی قول من قال بنجاسۃ عین الکلب الشعر بخلاف

قولهم بنجاسة عين الخنزير الخ وتبعه الشرنبلالی ثم الدر ثم ابو السعود وهذا انظر الدر لا خلاف فی نجاسة لحمه وطهارة شعره اھ قال السید العلامة فی رد المحتار یفهم من عبارة السراج ان القائلین بنجاسة عینه اختلفوا فی طهارة شعره والمختار الطهارة وعلیه یبتنی ذکر الاتفاق لکن هذا مشکل لان نجاسة عینه تقتضی نجاسة جمیع اجزائه ولعل ما فی السراج محمول علی ما اذا کان میتا لکن ینافیه ما مر عن الولوالجیة نعم قال فی المنح وفی ظاهر الروایة اطلق ولم یفصل ای انه لو انتفض من الماء فاصاب ثوب انسان افسده سواء کان البلل وصل الی جلده اولا وهذا یقتضی نجاسة شعره فتامل اھ

اقول فیه بحث من وجوه **الاول** ضمیر هو المختار فی عبارة السراج کما یحتمل رجوعه الی کل من نجاسة الجلد وطهارة الشعر کذلک الی الکل اعنی المجموع من حیث هو مجموع فیکون المعنی ان قول القائل بان جلده نجس وشعره طاهر هو المختار دون قول من یقول بطهارة الجمیع وح یکون التصحیح ناظرا الی هذا القول الثالث ولا یفهم خلافا بین قائلی النجاسة فی طهارة الشعر **الثانی** ظاهر کلامی البحر والدر لا یدخل ولا خلاف لکونهما نکرة او فی معناها داخلین تحت النفی ناطق بنفی الخلاف اصلا وابعد عن البناء علی روایة دون اخری ولا حاجة الیه علی ما قررنا عبارة السراج کما تری۔

الثالث لا عزو فی حمل الکلب علی المیت الغیر المذکی والجلد علی غیر المدبوغ فربما تترک امثال القیود اعتمادا علی معرفتها فی مواضعها ولذا ما قال فی المنیة وفی البقالی قطعة جلد کلب التزق بجراحة فی الرأس یعید ما صلی به اھ فسره العلامة الشارح ابراهیم الحلبی هکذا جلد کلب ای غیر مدبوغ ولا مذکی یعید ما صلی به ای بذلک الجلد اذا کان اکثر من قدر الدرهم وحده او بانضمام نجاسة اخری وهذا ظاهر اھ وح لا ملجئ لکلام السراج الی قول نجاسة العین کما لا یخفی فانه وان نافاه فقد وافق الاصح الارجح ولیس السراج ههنا فی بیان کلام الولوالجی حتی یجب التوافق بینهما **الرابع** هب ان نجاسة العین تقتضی نجاسة جمیع الاجزاء لکن لقائل ان یقول لا بدع فی استثناء الشعر الا تری ان الخنزیر نجس العین باتفاق من اصحابنا الثلثة رضی الله تعالی عنهم ومع ذلک محمد یقول بطهارة شعره ففی الخلاصة من الفصل السابع من کتاب الطهارة شعر الخنزیر اذا وقع فی البئر علی الخلاف عند محمد لا ینجس لان حل الانتفاع یدل علی طهارته وعند ابی یوسف ینجس لانه نجس العین ویجوز الخرز به للضرورة اھ وفی الغرر للمولی خسرو وشعر المیتة طاهر وکذا شعر الخنزیر عند محمد قال فی الدرر لضرورة استعماله فلا ینجس الماء

التنبیہ علی العلامۃ السید

بوقوعه فيه وعند ابی يوسف نجس فينجس الماء اه **اقول** حاصل التعليل ان الضرورة اوجبت اباحة استعماله ثم اذا ثبت الاباحة ثبت الطهارة لان الشيئ اذا ثبت ثبت بلوازمه وجواب ابی يوسف رحمه الله تعالٰی ان ما ثبت بضرورة تقدر بقدرها وانت تعلم انه بين البرهان فلاجرم ان صححه فی البدائع ورجحه فی الاختيار وجعله فی الدر هو المذهب وبما قررنا كلام الدرر بان الجواب عما اورد عليه السيد العلامة ابو السعود الازهری فی حاشية الكنز حيث زعم ان محمدا اباح الانتفاع به مطلقا ولو من دون ضرورة وجعله مقتضى قول النهر طهره محمد وعليه ابتنى رد قول من قال انه فی زماننا استغنى عنه فينبغی ان لا يجوز استعماله عند الكل لانعدام الضرورة قائلا فيه نظر لان محمدا لم يقصر جواز استعماله علی الضرورة ورد علی الدرر تعليله بالضرورة بان لو كان كذلك لقال ان الماء القليل ينجس بوقوعه فيه لعدم الضرورة وليس كذلك ولان صريح قوله فی النهر واثر الخلاف يظهر فيما لو صلى ومعه من شعر الخنزير ما يزيد علی الدرهم او وقع فی الماء القليل يابائه وبما قررنا يظهر فی الدرر من المنافاة حيث علل طهارته عند محمد بضرورة الاستعمال ثم فرع عليه ان الماء لا ينجس بوقوعه فيه اه **اقول** ولعلك اذا تأملت فيما القينا عليك علمت ان هذا كله فی غير محله وحاشا لمحمد ان يبيح الانتفاع به بلا ضرورة مع قول الله تعالٰی فانه رجس وانما الامر ما بينا انه اباح للضرورة ومن ضرورة الاباحة سقوط النجاسة واذا سقطت جازت الصلاة ولم يفسد الماء فمحمد اعتبر زمان الضرورة ولم يعتبر خصوص محلها وابو يوسف اعتبر الامرين جميعا وهو الصحيح لاجرم نص فی البرهان شرح مواهب الرحمن ان رخص محمد الانتفاع بشعره لثبوت الضرورة عنده فی ذلك ومنعاه لعدم تحققها لقيام غيره مقامه اه نقله ط فی حاشية المراقی وقال فی الغنية شعر الخنزير لما ابيح الانتفاع به للخرز ضرورة قال محمد انه لو وقع فی الماء لا ينجسه اه وقال العلامة عبد العلی البرجندی فی شرح النقاية اطلاق الشعر يدل علی ان شعر الخنزير ايضا طاهر لا يفسد الماء ولا يفسد حمله فی الصلاة وهو قول محمد وذلك لضرورة حاجة الناس الی استعماله فی الخرز وعند ابی يوسف نجس لان الخنزير نجس العين كذا فی الحصر واما عظم الخنزير فنجس اتفاقا لانه لا ضرورة فی استعماله كما فی الشعر اه فانظر كيف نصوا جميعا ان تطهير محمد مبتنٍ علی الضرورة فظهر سقوط كل ما ذكر هذا السيد العلامة رحمه الله تعالٰی واستبان ان لا حجة له فی قول النهر ولا منافاة بين قولی الدرر

وان عند زوال الضرورة یجب وفاق الکل علی التحریم والتنجیس کما افاده العلامة المقدسی وتبعه العلامة مت
نوح افندی ومن بعده وهو الذی نعتقد فی دین اللہ سبحنه وتعالیٰ وبه ظهر الجواب عن هذا البحث
بان لاضرورة فی شعر الکلب فعلی قائل النجاسة العمل بقضیتها ثم رأیت البرجندی صرح به
حیث قال انا قد ذکرنا ان الکلب نجس العین عند بعضهم فینبغی ان یکون شعره نجسا عندهم
اذ لاضرورة فی استعماله اھ **الخامس** ما عزاه للمنیة مذکور ایضا فی الخانیة واعتمده واشار
الی ضعف التفصیل حیث قال مانصه الکلب اذا خرج من الماء وانتفض فاصاب ثوب انسان
افسده قیل ان کان ذلک من ماء المطر لایفسده الا اذا اصاب المطر جلده وفی ظاهر الروایة
اطلق ولم یفصل اھ وقد صرح فی خزانة المفتین برمز ق لقاضی خان ان شعر الخنزیر او الکلب
اذا وقع فی الماء یفسده لانه نجس العین لکن لقائل ان یقول اذا بنیتم حکایة الوفاق علی الروایة
المختارة للسراج فلا وجه للرد علیه بروایة اخری نعم لو ذکر ماذکرنا عن الخانیة وبین ان الترجیح
قد اختلف وان التنجیس ظاهر الروایة فوجب اختیاره وسقط الحکم بالوفاق معتمدا علی اختیار
السراج لکان وجیها وبعد اللتیا واللتی فحکایة الوفاق مدخولة لاشك لاجرم ان صرح فی متن
الغرر بالتثلیث فقال والکلب نجس العین وقیل لا وقیل جلده نجس وشعره طاهر اھ **واما**
الترجیح فاقول بوجوہ **اولاً** یہی قول امام ہے کما قدمه السائل عن الدر المختار وقدمنا
عن القهستانی والطحطاوی نظم الفرائد میں ہے ؎

وعندهما عین الکلاب نجاسة ؎ وطاهرة قال الامام المطهر

حلیہ میں ہے مشی علیه فی الحاوی القدسی اُسی میں ہے فی النهایة وغیرها عن المحیط الکلب اذا
وقع فی الماء فاخرج حیا ان اصاب فمه یجب نزح جمیع الماء وان لم یصب فمه الماء فعلی قولهما
یجب نزح جمیع الماء وعلی قول ابی حنیفة لاباس وقال هذا اشارة الی ان عین الکلب لیس بنجس
اسی طرح تجرید القدوری میں ہے کما نقله عنه ایضا فی الحلیة بحرالرائق میں ہے قال فی القنیة رامزا لمجد
الائمة وقد اختلف فی نجاسة الکلب والذی صح عندی من الروایات فی النوادر والامالی انه نجس
العین عندهما وعند ابی حنیفة لیس بنجس العین اور کچھ روایتیں امام محمد سے بھی اس کے موافق آئیں
فی الحلیة عن الخانیة عن الناطفی انه اذا صلی علی جلد کلب او ذئب قد ذبح جازت صلاته

بحر الرائق میں عقد الفوائد سے ہے لایخفی ان ھذہ الروایۃ تفید طہارۃ عینہ عند محمد الخ منیہ میں ہے روی عن محمد امرأۃ صلت وفی عنقہا قلادۃ علیہا سن اسد او ثعلب او کلب جازت صلاتہا اھ قال شارحہا العلامۃ ابراھیم کون الروایۃ عن محمد لاینافی کونہا اتفاقیۃ ففی الفتاوی ذکرھا مطلقا والدلیل یدل علیہا اھ **اقول** نعم اطلقہا فی الخانیۃ والخلاصۃ والولوالجیۃ وغیرھا وقد اسمعناک نص الخلاصۃ وھو بعینہ لفظ الخانیۃ والولوالجی عزاہ الیہ فی الحلیۃ لکن الاطلاق لایدل علی الاتفاق فربما یطلق المطلق ما یختارہ وان کانت ھناک خلافات عدیدۃ ورأیتنی کتبت علی ھامشہ مانصہ **اقول** کیف تکون اتفاقیۃ مع ان المنقول عن الثانی والمشہور عن الثالث نجاسۃ عین الکلب وقد صححہ جماعۃ وان کان الاصح المعتمد المفتی بہ ھی الطہارۃ اھ نعم ھو صحیح بالنسبۃ الی ماعدا الکلب من السباع المذکورۃ وامثالہا بلکہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالٰی سے بھی بعض فروع اسی طرف جاتی ہیں وقد قرأنا علیک عن الانقروی عن الزاھدی عن الدبوسی فی مواطئ الکلاب فی الطین ان طہارتہا ھی الروایۃ الصحیحۃ وقریب المنصوص عن اصحابنا وھذہ کتب المذھب طافحۃ بتصحیح جواز بیع الکلب وحل ثمنہ وانما ذکروا الخلف فی بیع العقور فعن محمد جوازہ وعن ابی یوسف منعہ واطلاق الاصل یؤید الاول وعلیہ مشی القدوری وغیرہ وصحح شمس الائمۃ الثانی فقال انما لایجوز بیع الکلب العقور الذی لایقبل التعلیم وقال ھذا ھو الصحیح من المذھب کما نقلہ فی الفتح لاجرم ان قال حافظ الحدیث والمذھب الامام الطحاوی فی شرح معانی الآثار بعد ما حقق حل اثمان الکلب ھذا قول ابی حنیفۃ وابی یوسف ومحمد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہم اجمعین اھ وقال فی البحر ما بیعہ وتملیکہ فہو جائز ھکذا نقلوا واطلقوا لکن ینبغی ان یکون ھذا علی القول بطہارۃ عینہ اما علی القول بالنجاسۃ فہو کالخنزیر فبیعہ باطل فی حق المسلمین کالخنزیر الخ فینقدح من ذلک وفاقہم جمیعا علی تقفیۃ الطہارۃ من جراء تلک الروایات **اقول** لکن افاد فی الفتح منع توقف جواز البیع علی طہارۃ العین وانما یعتمد جوازہ جواز الانتفاع الاتری ان السرقین والبعر لما جاز الانتفاع بہما جاز بیعہما وقد قال فی الھدایۃ مجیبا عن استدلال الشافعی علی حرمۃ بیع الکلب بانہ نجس العین لانسلم نجاسۃ العین ولو سلم فیحرم التناول دون البیع اھ فان عدت قائلا ان حل الانتفاع ایضا یعتمد طہارۃ العین فان الخنزیر لما کان نجس العین لم یجز الانتفاع بہ بوجہ من الوجوہ بذلک

عللوہ فی عامۃ الکتب نعم یجوز الانتفاع بنجس العین علی سبیل الاستھلاک وھذا ھو الثابت فی السرقین کما افادہ فی النھایۃ ونقلہ فی البحر **قلت** نعم ھذا یصلح دلیلا لاصل المدعی اعنی الطہارۃ اما جعلہ وجھا لتخصیص جواز البیع بقول الطہارۃ فکلا کیف وحل الانتفاع بالکلب بطریق الاصطیاد مجمع علیہ قطعا المانطق بہ النص الکریم فمبنی جواز البیع ثابت عند الکل وان انکر الصاحبان مبنی المبنی اعنی الطہارۃ کما انکر الشافعی فرع المبنی اعنی جواز البیع فافھم اور معلوم ومقرر ہے کہ کلام الامام امام الکلام، علما فرماتے ہیں قول امام پر افتالازم ہے اگرچہ صاحبین خلاف پر ہوں نہ کہ جب صاحبین سے بھی روایات اُن کے موافق ہوں اللھم الا لضرورۃ او ضعف دلیل وقد علم انتفاء ھما ھھنا بحرالرائق و فتاوی خیریہ وحاشیۃ طحطاویہ علی الدرالمختار وردالمحتار میں ہے واللفظ للعلامۃ الرملی المقرر ایضا عندنا انہ لایفتی ولا یعمل الا بقول الامام الاعظم لایعدل عنہ الی قولھما او قول احدھما او غیرھما الا لضرورۃ من ضعف دلیل او تعامل بخلافہ کمسألۃ المزارعۃ وان صرح المشائخ بان الفتوی علی قولھما لانہ صاحب المذھب والامام المقدم ؎

اذا قالت حذام فصدقوھا ؎ فان القول ما قالت حذام

امام برہان الدین فرغانی صاحب ہدایہ تجنیس میں فرماتے ہیں الواجب عندی ان یفتی بقول ابی حنیفۃ علی کل حال اسی طرح اور کتب سے ثابت وقد ذکرناہ فی کتاب النکاح من فتاوٰنا تو واجب ہوا کہ طہارت عین ہی پر فتوی دیں اور اسی کو معمول ومقبول رکھیں **ثانیًا** یہی قول اکثر ہے کما یظھر لمن یطالع لقولنا فی التطھیر مع ماترکنا من الکثیر البثیر ویراجع نقول التجنیس یجدھا لاتبلغ نصف ذلک ولا ثلثہ وان شرط مع ذلک عدم الاضطراب فلایبقی فی یدہ الا اقل قلیل کما ستقف علیہ ان شاء اللہ تعالٰی وقد قال فی الحلیۃ الکثیر علی انہ لیس بنجس العین اور ثابت ومشہور ہے کہ معمول بہ وہی قول اکثر وجمہور ہے فی ردالمحتار قد صرحوا بان العمل بما علیہ الاکثر اھ وفی العقود الدریۃ عن شرح الاشباہ للبیری لایجوز لاحد الاخذ بہ لان المقرر عند المشائخ انہ متی اختلف فی مسألۃ فالعبرۃ بما قالہ الاکثر **ثالثًا** یہی موافق احکام قرآن وحدیث ہے کما علمت وتعلم وقد قال فی الغنیۃ قبیل واجبات الصلاۃ لاینبغی ان یعدل عن الدرایۃ اذا وافقتھا روایۃ اھ ومثلہ فی ردالمحتار **رابعًا** یہی من حیث الدلیل اقوی بلکہ قول تنجیس پر دلیل اصلا ظاہر نہیں وقد سمعت قول الغنیۃ

لعدم الدلیل علی نجاسۃ العین اھ وقد اعترف بذلک الائمۃ الشافعیۃ قال فی البحر ولقد انصف النووی حیث قال فی شرح المہذب واحتج اصحابنا باحادیث لادلالۃ فیہا فترکتہا لانی التزمت فی خطبۃ الکتاب الاعراض عن الدلائل الواھیۃ اھ اھ وقال الامام العارف الشعرانی الشافعی فی میزان الشریعۃ الکبرٰی سمعت سیدی علیا الخواص رحمہ اللہ تعالٰی یقول لیس لنا دلیل علی نجاسۃ عین الکلب الا انہ نہی عنہ الشارع من بیعہ او اکل ثمنہ اھ **اقول** ای ولا یتم ایضا فان الشارع صلی اللہ علیہ وسلم قد نہی عن بیع اشیاء واثمانہا وھی طاھرۃ العین وفاقا اخرج الائمۃ احمد والستۃ عن جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان اللہ ورسولہ حرم بیع الخمر والمیتۃ والخنزیر والاصنام ولاحمد ومسلم والاربعۃ والطحاوی والحاکم عنہ رضی اللہ تعالٰی عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نہی عن ثمن الکلب والسنور علی ان علماءنا قد بینوا ان ذلک کان حین کان الامر بقتل الکلاب ولم یکن یحل لاحد امساک شیئ منہا فنسخ بنسخہ کما حققہ الامام ابو جعفر الطحاوی فی شرح معانی الاٰثار **خامسًا** اگر دلائل میں تعارض بھی ہو تو مرجح اصل ہے کما نصوا علیہ فی الاصول وتشبثوا بہ فی مسائل الاسرار بالتامین وترک رفع الیدین وغیرھما اور اصل تمام اشیاء میں طہارت ہے حتی الخنزیر فانہ من المنی والمنی من الدم والدم من الغذاء والغذاء من العناصر والعناصر طاھرۃ حتی لولم یرد الشرع بتنجیس عینہ بقی علی اصلہ فی المیزان الاصل فی الاشیاء الطہارۃ وانما النجاسۃ عارضۃ فانہا صادرۃ عن تکوین اللہ تعالٰی القدوس الطاھر الخ وفی الطریقۃ والحدیقۃ من ان الطہارۃ فی الاشیاء اصل ش لان اللہ تعالٰی لم یخلق شیئا نجسا من اصل خلقتہ م وشیئ انما النجاسۃ عارضۃ ش فاصل البول ماء طاھر وکذلک الدم والمنی والخمر عصیر طاھر ثم عرضت النجاسۃ اھ ملخصا ولذا قال فی الغنیۃ ھٰھنا والاصل عدمہا ای عدم النجاسۃ کما مر **سادسًا** اسی میں تیسیر ہے لاسیما علی من ابتلی باقتنائہ لصید او زرع او ماشیۃ والتیسیر محبوب فی نظر الشارع یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر وقال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان الدین یسر الحدیث رواہ البخاری والنسائی عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ وقال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یسروا ولا تعسروا رواہ احمد والشیخان والنسائی عن انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ **سابعًا** بہت قائلان تنجیس کے اقوال خود مضطرب ہیں کہیں نجاستِ عین پر حکم فرماتے کہیں طہارتِ عین کا پتا دیتے بلکہ صاف تصریح کرتے ہیں

جس مبسوط امام شمس الائمہ سرخسی کے مسائل الآسار میں ہے الصحیح من المذھب عندنا ان عین الکلب نجس اسی کے باب الحدث میں ہے جلد الکلب یطھر عندنا بالدباغ خلافا للحسن والشافعی لان عینہ نجس عندھما ولکنا نقول الانتفاع بہ مباح حالۃ الاختیار فلو کان عینہ نجسۃ لما ابیح الانتفاع بہ اُسی کی کتاب الصید میں ہے بھذا یتبین انہ لیس بنجس العین جس فتاوٰی ولوالجیہ میں مسئلہ تنجس ثوب بانتفاض کلب بیان کیا قال فی البحر ولا یخفی ان ھذا علی القول بنجاسۃ عینہ اسی میں مثل تجنیس مسئلہ جواز صلاۃ مع قلادہ اسنان کلب بیان فرمایا قال فی البحر ولا یخفی ان ھذا کلہ علی القول بطھارۃ عینہ جس ایضاح میں عبارت مبسوط شیخ الاسلام فی روایۃ لا یطھر وھو الظاھر من المذھب نقل کرکے خود اپنے متن اصلاح کے قول الا جلد الخنزیر والآدمی پر اعتراض فرمایا الحصر مذکور علی خلاف الظاھر اسی کی کتاب البیوع میں فرمایا صح بیع الکلب خلافا للشافعی لانہ نجس العین عندہ لا عندنا لانہ ینتفع بہ جس درر و غرر میں وہ فرمایا ممّا کان الکلب نجس العین الخ انہیں کی بیوع میں ہے صح بیع کل ذی ناب کالکلب لانہ مال متقوم الا الخنزیر لانہ نجس العین اھ ملخصا جس خزانۃ المفتین میں ہے عینہ نجس اسی میں ہے سنہ لیس بنجس جس خانیہ میں مسائل متقدمہ شعر و انتفاض فرمائے اور فرمایا اذا مشی کلب علی ثلج یصیر الثلج نجسا وکذا الطین والردغۃ اھ ملخصا یہاں تک کہ حلیہ و غنیہ و بحر الرائق میں واقع ہوا واللفظ للبحر اختار قاضی خان فی الفتاوی نجاسۃ عینہ وفرع علیھا فروعا اھ اُسی خانیہ میں فرمایا سنہ غیر نجس اور فرمایا لو صلی وفی عنقہ قلادۃ فیھا سن کلب او ذئب یجوز صلاتہ اور فرمایا ان کان فی کمہ ثعلب او جرو کلب لا تجوز صلاتہ لان سؤرہ نجس لا یجوز بہ التوضؤ بلکہ صاف واضح فرمادیا کہ اُس کی نجاست عین کے یہ معنی ہیں کہ اس کا مادہ نجاسات ہیں لہذا اُس کا بدن غالباً ناپاک ہوتا ہے حیث قال ینزح کل الماء اذا وقع فیھا کلب او خنزیر مات او لم یمت اصاب الماء فم الواقع او لم یصب اما الخنزیر فلان عینہ نجس والکلب کذلک ولھذا لو ابتل الکلب وانتفض فاصاب ثوبا اکثر من قدر الدرھم افسدہ لان مأواہ النجاسات وسائر السباع بمنزلۃ الکلب اھ ملخصا اور اسی باب سے ہے عامہ کتب مذہب کا اتفاق کہ کلیہ کل اھاب دبغ طھر سے سوا خنزیر کے کسی جانور کا استثنا نہیں فرماتے فقیر کی نظر سے گزرا کہ کسی کتاب میں یہاں الکلب بھی فرمایا ہو اگرچہ دوسری جگہ طہارت جلد کلب میں خلاف نقل کریں وباللہ التوفیق

واما التزییف فاقول اوّلاً امر بالقتل سے تحریم پر استدلال تو ایک طریق ہے مگر نجاست عین پر

اُس سے استخراج محض باطل و تحقیق احادیث میں سانپ بچھو چیل کوّے چوہے چھپکلی گرگٹ وغیرہا اشیائے کثیرہ کے قتل کا حکم ہے یہاں تک کہ احرام میں حتی کہ حرم میں پھر کیا یہ سب اشیاء نجس العین ہوں گی ھذا الحدیقل بہ احد اخرج الائمۃ مالك واحمد والبخاری ومسلم وابوداؤد والنسائی وابن ماجۃ عن ابن عمر والبخاری ومسلم والنسائی والترمذی وابن ماجۃ عن ام المؤمنین الصدیقۃ وابوداؤد بسند حسن عن ابی ھریرۃ واحمد باسناد حسن عن ابن عباس رضی اللّٰہ تعالٰی عنہم کلھم عن النبی صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم خمس من الدواب لیس علی المحرم فی قتلھن جناح الغراب والحدأۃ والعقرب والفارۃ والکلب العقور وفی حدیث ابن عباس خمس کلھن فاسقۃ یقتلھن المحرم ویقتلن فی الحرم وعد الحیۃ بدل الحدأۃ وفی احدی روایات الصدیقۃ الحیۃ مکان العقرب احمد والشیخان وابوداؤد والترمذی وابن ماجۃ عن ابن عمر عن النبی صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم اقتلوا الحیات اقتلوا ذا الطفیتین والابتر الحدیث ابوداؤد والنسائی عن ابن مسعود والطبرانی فی الکبیر عن جریر بن عبد اللّٰہ البجلی وعن عثمان بن ابی العاص بسند صحیح عن النبی صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم اقتلوا الحیات کلھن فمن خاف ثأرھن فلیس منا ابوداؤد والترمذی والنسائی وابن حبان والحاکم عن ابی ھریرۃ والطبرانی فی الکبیر عن ابن عباس عن النبی صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم اقتلوا الاسودین فی الصلاۃ الحیۃ والعقرب وایضا ھند اعنہ عن النبی صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم اقتلوا الوزغ ولو فی جوف الکعبۃ احمد عن ابن مسعود بسند صحیح عن النبی صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم من قتل حیۃ فکانما قتل رجلا مشرکا قد حل دمہ احمد وابن حبان بسند صحیح عنہ عن النبی صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم من قتل حیۃ فلہ سبع حسنات ومن قتل وزغۃ فلہ حسنۃ **ثانیا** رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ثلثۃ لاتقربھم الملٰئکۃ الجنب والسکران والمتضمخ بالخلوق رواہ البزار باسناد صحیح عن ابن عباس رضی اللّٰہ تعالٰی عنھما اس حدیث میں مست نشہ کو بھی فرمایا کہ ملائکہ اُس کے پاس نہیں آتے کیا مدہوش نجس العین ہے **ثالثاً** ولوغ کلب سے غسل انا بلکہ مبالغۃً تسبیع و تثمین و تتریب کو بھی تنجیس عین سے اصلاً علاقہ نہ ہونا بجلے بدیہیات سے ہے وقد اغرب الشوکانی فی نیل الاوطار فجعلہ حجۃ زاعما انہ اذا کان لعابہ نجسا وھو عرق فمہ ففمہ نجس ویستلزم نجاسۃ سائر بدنہ وذلك لان لعابہ جزء من فمہ وفمہ اشرف ما فیہ فبقیۃ بدنہ اولی **اقول** ھذا کما تری یساوی ھذیانا ویساویه فی الحمق لا یخفی ان اللعاب جزء الفم ولا اشتباہ فی نجاسۃ فضلا عن فاضل ثم ھو انما یتولد من لحم الفم الا تری الی ما یتنجس علی نجاسۃ المحمود لا من العین ثم و ثم

لدل علی نجاسۃ عین کل ما سؤرہ نجس وھو باطل **رابعاً** حدیث انھا لیست بنجس انھا من الطوافین علیکم والطوافات حدیث حسن صحیح ہے اخرجہ الائمۃ مالک واحمد والاربعۃ وابن حبان والحاکم وابن خزیمۃ وابن مندۃ فی صحاحھم عن ابی قتادۃ وابوداؤد والدارقطنی عن ام المؤمنین الصدیقۃ رضی اللہ تعالٰی عنہما عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مگر یہ حدیث ابی ہریرہ کا تتمہ نہیں نہ اس میں مقابلۂ کلب ہے کہ اس میں نفی نجاست سے اُس میں اثبات ہو حدیث ابی ہریرہ جس کے طریق مطول میں ذکر قصّہ ومقابلہ بالکلب اُس کا تتمہ یا طرق مختصرہ کی تمام حدیث احمد و اسحاق بن راہویہ وابوبکر بن ابی شیبہ ودارقطنی وحاکم وعقیلی سب کے یہاں اسی قدر ہے کہ الھر یا السنور سبع فرواہ الاربعۃ الاول من طریق وکیع عن سعید بن المسیب عن ابی زرعۃ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الھر سبع ورواہ الدارقطنی من جھۃ محمد بن ربیعۃ عن سعید عن ابی زرعۃ وھو مطولا بالقصۃ والحاکم من حدیث عیسی بن المسیب ثنا ابو زرعۃ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم السنور سبع وقال العقیلی فی ترجمۃ عیسی بن المسیب من کتاب الضعفاء حدثنا محمد بن زکریا البلخی نا محمد بن ابان ومحمد بن الصباح قالا ثنا وکیع نا عیسی بن المسیب عن ابی زرعۃ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وذکر الھر فقال ھی سبع اھ فلعل العلامۃ الدمیری شُبّہ علیہ فانتقل ذھنہ فی تتمۃ ھذا الحدیث الی ذاک ھذا الی لفظ الھرۃ وقد ذکرہ علی الصواب فی لفظ السنور فقال روی الحاکم عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ قال کان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یأتی دار قوم من الانصار فساق الحدیث الی قولہ فقال السنور سبع اھ **فان قلت** ربما یحصل لنا المقصود بھذا اللفظ ایضا فان الحدیث قد علل زیارۃ اھل بیت عندھم ھرّ دون الذین عندھم کلب بانھا سبع فدل علی ان الکلب اخبث من السبع وقد تقرر عندنا نجاسۃ اسآر سائر السباع فلو کانت ھی ایضا قضاری الامر فی الکلاب غیر متعدیۃ من اللعاب الی الاھاب لم یکن لھذا التعلیل معنی **قلت** نعم یدل علی زیادۃ شیئ فی الکلب علی سائر السباع ولیکن ما فیہ من عدم دخول الملٰئکۃ بیتا ھو فیہ اما خصوص الفرق بنجاسۃ العین فکلا ومن ادعی فعلیہ الدلیل ولعل تعلیلی ھذا احسن من تعلیل الطیبی بان الکلب شیطان کما نقلہ فی مجمع بحار الانوار وافرہ فان ذلک انما ورد فیما نعلمہ فی الکلب الاسود کما فی حدیث قطع الصلاۃ عند احمد والستۃ الا البخاری عن عبد اللہ بن الصامت عن ابی ذر رضی اللہ تعالٰی عنہ وفیہ فانہ یقطع صلاتہ المرأۃ والحمار والکلب الاسود

قلت یا اباذر ما بال الکلب الاسود من الکلب الاحمر من الکلب الاصفر قال یا ابن اخی سألت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کما سألتنی فقال الکلب الاسود شیطان ولاحمد عن ام المومنین رضی اللہ تعالٰی عنہا عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الکلب الاسود البہیم الشیطان وقد دل السؤال والجواب ان القید ملحوظ وان غیر الاسود عن ذلک محفوظ فان قلت ما یدریک لعل الکلب الذی کان فی بیتہم کان اسود قلت ما یدریک لعلہ کان احمر واصفر وبالجملۃ فالحدیث اقتصر فی معرض التعلیل علی وصف الکلبیۃ فلو کان العلۃ خصوص اللون لصرح بہ اواتی بلام العہد ہذا ثم ان فی الحدیث تاویلا اٰخر افادہ ایضا الطیبی فقال ہو استفہام انکار اھ فعلی ہذا یکون المعنی اثبات السبعیۃ للکلب ونفیہا عن الہر فینصلم الاستدلال من اصلہ اقول لکن الحدیث فی بعض طرقہ بلفظ ان السنور سبع کما فی المیزان فافہم خامسا عبارت شرح وقایہ سے استدلال عجیب ہے حالانکہ اُسی کی بیوع میں یہاں تک تصریح ہے م صح بیع الکلب والفہد والسباع علمت اولا ش ہذا عندنا وعند ابی یوسف رحمہ اللہ تعالٰی لایجوز بیع الکلب العقور وعند الشافعی رحمہ اللہ تعالٰی لایجوز بیع الکلب اصلا بناء علی انہ نجس العین عندہ بالجملہ قول ارجح واصح وارجح بلکہ ماخوذ ومعمول ومفتی بہ وہی طہارت عین ہے تو جتنے امور بربنائے نجاست عین ملنے جاتے ہیں سب خلاف معتمد ومخالف قول مختار ومشید ہیں۔ لاجرم فتح میں فرمایا ماذکر فی الفتاوی من التنجس من وضع رجلہ موضع رجل کلب فی الثلج اوالطین ونظائر ہذہ مبنی علی روایۃ نجاسۃ عین الکلب ولیست بالمختارۃ حلیہ میں فرمایا الکثیر علی انہ لیس بنجس العین وعلی ہذا فیکون الصحیح عند الکثیر انہ لاینزح اذا خرج ولم یصب الماء فمہ کما ہو معزو الی ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ پس عند التحقیق اس کے [1]بال بھی پاک [2]کھال بھی پاک [3]ذبح ودباغت باعث تطہیر جلد علی القول المتفق علیہ عندنا واللحم ایضا علی اضعف التصحیحین [4]زندہ ومردہ [5]مذبوح وغیر مذبوح ہر حالت میں دانت پاک [6]ناخن پاک [7]اگر کنوئیں میں گرا اور زندہ نکل آیا اور بدن پر کوئی نجاست معلوم نہ تھی نہ لعاب پانی کو پہنچا تو پانی پاک تطییبًا للقلب صرف بیس ڈول نکلے جائیں [8]کیچڑ وغیرہ پر چلا ہے اور وہیں آدمی برہنہ پا چلے تو پاؤں نجس نہ ہونگے [9]پانی میں بھیگا ہوا چٹائی پر لیٹے [10]یا بدن جھاڑے اور اُس کی چھینٹوں سے کپڑا وغیرہ تر ہو جائے ناپاک نہ ہو گا جب تک بدن پر نجاست نہ ہو ان تمام فروع میں تو اصلا کلام نہیں ووقع فی الدر لیس بنجس العین وعلیہ الفتوی فیباع ویؤجر ویضمن ولایفسد الثوب بعضہ مالم یر ریقہ ولاصلوۃ حاملہ ولو کبیرا وشرط الحلوانی شد فمہ اھ ملخصا اقول اما البیع فقد

عہ یعنی الی آخرہ یعنی بعض علماء حنفیہ والفہد ۱۲

تقدم الکلام علیہ وھو الکلام فی الاجارۃ فانھا ایضا انما تعتمد حل الانتفاع واما عدم فساد الثوب مالم یبتل بلعابہ فقد اقرہ علی ھذا التفریع محشیۃ العلامۃ الشامی والعبد الضعیف لایحصلہ فانہ ماش علی قول التنجیس ایضا قطعا لان الرجس لایعدی النجاسۃ الابلل ونجاسۃ ریقہ لاخلف فیہا فی المذھب فعدم النجاسۃ بمس یابس والتنجس بشفۃ رطبۃ کلاھما متفق علیہ لاجرم ان قال البحر فی البحر لایخفی ان ھذہ المسألۃ علی القولین الخ ثم رأیت العلامۃ الطحطاوی نبہ علیہ معترفا ایضا من البحر واللہ سبحانہ وتعالی اعلم **باقی رہی** وہ فرع کہ اُس کے حامل کی نماز ہوگی یا نہیں اگر کتا خود آکر مصلّی پر بیٹھ جائے جب تو ظاہر ہے کہ اس صورت میں صحت نماز خاص اسی مذہب صحیح یعنی طہارت عین ہی پر منتنی ہے قول نجاست پر نماز نہ ہوگی کہ اگرچہ کتّا خود آکر بیٹھا مگر وہ عین نجاست ہے تو مصلی حامل نجاست ہوا اور قول طہارت پر ہو جائے گی کہ اب نجس ہے تو لعاب اور لعاب محمول کلب ہے، نہ محمول مصلی اور حمل بالواسطہ یہاں معتبر نہیں جیسے ہوشیار بچہ جس کے جسم و ثوب یقینا ناپاک ہوں خود آکر مصلّی پر بیٹھ جائے نماز جائز ہے اگرچہ ختم نماز تک بیٹھا رہے کہ اس صورت میں مصلی خود حامل نجاست نہیں اور جبکہ مذہب مفتی بہ طہارت عین ہے تو اس صورت میں جواز نماز بھی قطعاً مفتی بہ فان مالایبتنی الا علی الصحیح لایکون الا صحیحا وھذا کما تری من اجلی البدیہات۔ غنیہ میں ہے (ان صلی ومعہ سنور تجوز) صلاتہ مطلقا ان جلس بنفسہ واذا لم یکن علی ظاہرہ نجاسۃ مانعۃ ان حملہ اما ان کان علیہ نجاسۃ مانعۃ اذذاک فلا تجوز صلاتہ کما لو حمل صبیا لا یستمسک بنفسہ وفی ثیابہ او بدنہ نجاسۃ مانعۃ لانہ حینئذ ھو الحامل للنجاسۃ بخلاف المستمسک فان المصلی لیس حاملا للنجاسۃ التی علیہ (بخلاف الکلب) اذا حملہ المصلی حیث لاتجوز صلاتہ لانہ حامل للنجاسۃ التی ھی لعابہ اما اذا جلس علیہ بنفسہ فعلی روایۃ انہ نجس العین کذلک لانہ حاملہ وھو نجاسۃ واما علی الروایۃ الصحیحۃ فینبغی ان تجوز صلاتہ لانہ غیر حامل للنجاسۃ کما فی الھرۃ ونحوھا علی ما سیجیئ اھ ملخصا اور اگر خود مصلی ہی نے اُسے لے کر نماز پڑھی یا نماز میں اٹھالیا تو قول طہارت عین ہی پر اس صورت میں دو۲ قول ہیں **اقول** والسرفیہ ان الابتداء علی شیئ لہ وجھان ۲ احدھما ان لایبتنی الا علیہ والاٰخران یکون ھو احد مایبتنی علیہ والمبنی علی الصحیح بالمعنی الاول صحیح قطعا وبالمعنی الاٰخر لایجب ان یکون صحیحا لجواز ان یکون البعض الاٰخر مما یبتنی علیہ غیر صحیح فلا یکون المبنی صحیحا بسببہ وعن ھذا نقول ان صحۃ الفرع تستلزم صحۃ الاصل ولاعکس لان الاصل لازم اعم فثبوتہ

غیر قاصر بثبوت ملزومہ اس قول پر اگرچہ عین کلب نجس نہیں مگر لعاب تو بالاتفاق نجس ہے اور اصل کلی یہ ہے کہ کوئی نجاست اپنے معدن میں حکم نجاست نہیں پاتی ورنہ نماز محال ہو کہ خود بدن مصلی خون وغیرہ سے کبھی خالی نہیں اب نظر علماء دو مسلک پر مختلف ہوئی **مسلک اوّل** جن کی نظر میں لعاب جب تک منہ سے باہر نہ نکلے اپنے معدن میں ہے۔ انہوں نے حکم صحت دیا تو مطلقاً جیسا کہ امام ملک العلماء نے بدائع میں اختیار فرمایا اور اپنے مشائخ کرام سے نقل کیا اور اسی پر حلیہ میں اور بحر الرائق و درمختار کے کتاب الطہارات میں اور حلبی و شامی نے حواشی در اور طحطاوی نے حاشیہ مراقی الفلاح میں جزم فرمایا یا اس شرط کے ساتھ کہ اُس کا منہ بندھا ہو ورنہ نماز نہ ہوگی۔ یہ امام فقیہ ابوجعفر ہندوانی کا ارشاد ہے محیط رضوی و نصاب و ابوالسعود وغیرہا اور بحر و دُرر کی شروط الصلاۃ میں اسی پر اعتماد اور اسی طرف علامہ طحطاوی نے حاشیہ دُر میں میل کیا اور نظر فقہی میں تحقیق وہی ہے کہ بندش شرط نہیں۔ قبل از فراغ نماز لعاب بقدر مانع جواز کے سیلان پر بنا ہے تب تو نماز ہوجائے گی اگرچہ منہ کھلا رہے ورنہ نہیں اگرچہ بندھا ہو۔ **اقول** بلکہ حق یہ کہ شرط **بندش** کا مقصود بھی یہی ہے کما یفیدہ ما نذکر عن المحیط وغیرہ من تحلیل التقیید غالباً لعاب کلاب منہ کھلا ہونے کی حالت میں سیلان کرتا اور بندش سے رکنا مظنون ہے لہذا اشد و فتح سے تعبیر کی گئی ومثلہ کثیر الوقوع من الفقہاء کما لایخفی علی من تتبع غرض اختلاف لفظی ہے نہ معنی میں وبھذا یندفع التہافت المظنون فی کلمات البحر والدر والطحطاوی وباللّٰہ التوفیق، بہرحال ان سب ائمہ وعلماء نے نجاست لعاب کا اعتبار نہ فرمایا جب تک منہ سے باہر سیلان نہ کرے۔ اس مسلک پر بلاشبہ یہ فرع بھی صرف اُسی طہارت عین کلب پر مبتنی اور جب وہ مفتی بہ تو یہ بھی اس طریقہ پر یقیناً مفتی بہ فی البحر عن البدائع انہ (ای طہارۃ عین الکلب) اقرب القولین الی الصواب ولذلک قال مشائخنا فیمن صلی وفی کمہ جرو انہ تجوز صلاتہ وقید الفقیہ ابوجعفر الہندوانی الجواز بکونہ مشدود الفم اھ وفی البحر ایضا اذا صلی وھو حامل جروا صغیرا لاتصح صلاتہ علی القول بنجاسۃ مطلقا وتصح علی القول بطہارتہ اما مطلقا او بکونہ مشدود الفم کما قدمناہ عن البدائع اھ وفی حاشیۃ المراقی انہ لیس بنجس العین وعلیہ الفتوی واثر الخلاف یظہر فیما لو صلی وفی کمہ جرو صغیر جازت علی الاول لا الثانی وشرط الہندوانی کونہ مشدود الفم اھ ملخصا وفی البزازیۃ عن النصاب ان کان الجرو مشدود الفم یجوز اھ وفی شروط الصلوۃ للدر والبحر فتح اللّٰہ المعین واللفظ للدر ما یتحرک بحرکتہ او یعد حاملا لہ

کصبی علیہ نجاسۃ ان لم یستمسک بنفسہ منع والا لا کجنب وکلب ان شد فمہ فی الاصح اھ وفی حاشیتہ للعلامۃ ط **قولہ** ان شد فمہ لو قال وکلب ان لم یسیل منہ مالم یمنع الصلاۃ لکان اولی لانہ لو علم عدم السیلان او سال منہ دون المانع لایبطل الصلوۃ وان لم یشد فمہ حلبی وفیہ تأمل اھ ونقل العلامۃ الشامی ما افادہ الحلبی فاقرہ وایدہ وفی الحلیۃ فی محیط رضی الدین رجل صلی ومعہ جرو کلب وما لا یجوز ان یتوضأ بسؤرہ قیل لم یجز والاصح انہ ان کان فمہ مفتوحا لم یجز لان لعابہ یسیل فی کمہ فیصیر مبتلا بلعابہ فیتنجس کمہ فیمنع جواز الصلاۃ ان کان اکثر من قدر الدرھم فان کان فمہ مشدودا بحیث لایصل لعابہ الی ثوبہ جاز لان ظاہر کل حیوان طاھر ولا یتنجس الا بالموت ونجاسۃ باطنہ فی معدنہا فلا یظہر حکمہا کنجاسۃ باطن المصلی انتہی والاشبہ ان ھذا التفصیل فی کلب من شانہ غلبۃ سیلان لعابہ بحیث یبلغ مایسیل منہ قبل فراغ حاملہ مایمنع صحۃ الصلاۃ وان شد فوہ یمنع ذلک منہ ومالیس کذلک فالاشبہ فیہ اطلاق الجواز کما ھو ظاہر مافی البدائع عن مشائخنا اھ

مسلک دوم جن کی نظر اس طرف گئی کہ لعاب سطح دہن میں پیدا نہیں ہوتا بلکہ باطن گوشت سے متولد ہوکر دہن میں آتا ہے تو منہ سے باہر نکلنے نہ نکلنے کو کچھ دخل نہ رہا کہ اپنے اصل موضع سے منتقل ہوچکا تو اگرچہ بیرون دہن نہ آئے حکم نجاست پالیا جیسے خون کہ اندر سے نکل کر دہن وزبان کی سطوح پر آجائے پس صورت مذکورہ میں دہن کلب وغیرہ سباع بہائم کے اندر ہی لعاب کا ہونا حکم نجاست کا موجب ہے انہوں نے مطلقاً فساد نماز کا حکم دیا۔ تاجیہ وخلاصہ وبزازیہ وہندیہ وذخیرہ ومنتقی ومنیہ وغنیہ میں اسی پر جزم فرمایا ففی الاربع الاول اللفظ للتاجیۃ والمعنی واحد والسیاق للوجیز صلی ومعہ حیوان حی یجوز التوضی بسؤرہ کالفارۃ یجوز وان اساء وان کان سؤرہ نجسا کالجرو کلب لایجوز وفی النصاب ان کان الجرو مشدود الفم یجوز اھ وفی الحلیۃ عن الذخیرۃ عن المنتقی عن محمد صلی ومعہ حیۃ او سنور او فارۃ اجزاہ وقد اساء وان کان ثعلب او جرو کلب لم تجز صلاتہ وذکر فی جنس ھذہ المسائل اصلا فقال کل مایجوز التوضی بسؤرہ تجوز الصلاۃ معہ ومالایجوز الوضوء بسؤرہ لاتجوز الصلاۃ معہ انتہی قال فی الحلیۃ بعد نقلہ ولکن لایعری عن تأمل وسنوضحہ الخ والموعود بہ ھو ماقدمنا عنہا من ان الاشبہ التفصیل بالشد والفتح فی کلب شانہ کذا واطلاق الجواز فی غیرہ قال بعد تحقیقہ وحینئذ فیظہر ان فی کلیۃ الاصل المذکور نظرا فتنبہ لہ اھ وفی المنیۃ ان صلی ومعہ سنور او حیۃ یجوز بخلاف جرو الکلب اھ وفی الغنیۃ لایقال النجاسۃ

التی فی محلہا غیر معتبرۃ ولا یعطی لہا حکم النجاسۃ لانا نقول سلمنا ولکن اللعاب قد انتقل عن محلہ
الذی تولد فیہ واتصل بالفم الذی لہ حکم الظاہر بالنظر الی مایخرج من الباطن فاعتبر نجاسۃ
وقد تنجس بہ لسانہ وسائر فمہ فکان مانعا اھ ملخصا۔ اس مسلک پر یہ فرع صرف طہارت عین پر
مبنی نہیں بلکہ اُس کے ساتھ صحت صلاۃ کے لئے طہارت لعاب بھی درکار اور وہ کلب وغیرہ سباع
بہائم میں مفقود لہذا صحت نماز بھی مفقود اگرچہ طاہر العین ہی ہو ایسی جگہ المبنی علی الصحیح صحیح نہیں یہ تو اختلاف
علماء تھا ترجیح دیکھئے تو وہ مسلک اوّل ہی کی طرف ہے محیط رضوی و بحر الرائق و درمختار وغیرہا میں صراحۃً اُس
کی تصحیح بلفظ اصح اور حلیہ میں بلفظ اشبہ مذکور کما مرّ وقد صرح العلامۃ الفقیہ خیر الدین الرملی فی فتاواہ
الخیریۃ لنفع البریۃ من کتاب الطلاق بما نصہ وانت علی علم بانہ بعد التنصیص علی اصحیتہ لایعدل
عنہ الی غیرہ اھ وفیہا من کتاب الصلح حیث ثبت الاصح لایعدل عنہ مع ہذا اکثر وہ کتابیں جن میں
مسلک اول اختیار فرمایا شروح ہیں اور مسلک دوم پر اکثر مشی کرنے والے فتاوٰی ہیں اور شروح فتاوٰی پر
مرجح ہیں کما نصوا علیہ فی مواضع لاتحصی کثرۃ تو ثابت ہوا کہ مذہب ارجح پر اس فرع کو بھی مثل فرع سابق نفس
صرف طہارت عین ہی پر ابتناء ہے اور ایسی جگہ بلاشبہہ المبنی علی الصحیح صحیح صحیح اما تدقیق الغنیۃ **فاقول** وباللّٰہ
التوفیق سلمنا ان السؤر لایتولد فی الفم لکن لاشک ان معدنہ ہو الفم حتی انہ لایسمی بقاء الماء المطلع فی الفم سؤرا وبہ فارق الدم ولایجب ان یکون شیئ
معدن شیئ تولدہ فیہ الاتری ان العروق معادن الدم لاشک مع انہ لایتولد فیہا بل فی الکبد ثم یسری الیہا ویجری فیہا
وقد رأیناکم فی مسألۃ ان السخلۃ اذا وقعت من امہا رطبۃ فی الماء لاتفسدہ عللتموہا بقولکم وہذا
لان الرطوبۃ التی علیہا لیست بنجسۃ لکونہا فی محلہا اھ فاذا کانت رطوبۃ رحم امہا علی جلدہا فی
محلہا فما ظنکم بالریق فی الفم بل التحقیق عندی ان نفی الکون فی المحل عن ہذا واثباتہ لرطوبۃ
السخلۃ کلاہما سہو اما الاول فلما سمعت واما الاٰخر فلان المحل الذی لایحکم فیہ بنجاسۃ النجاسۃ
انما ہو معدنہا لاما اصابتہ ومعدن تلک الرطوبات ہی الرحم دون جلد السخلۃ کما لایخفی والفرع
ماش علی قول الامام بطہارۃ رطوبۃ الرحم فقد حققنا فیما علقنا علی ردالمحتار ان الفرج فی قولہم
رطوبۃ الفرج طاہرۃ عندہ لاعندہما بالمعنی الشامل للفرج الخارج والفرج الداخل والرحم جمیعا
وماتری من التعارض فی الفروع فللتفریع علی القولین بس ثابت ہوا کہ ان دونوں مسئلہ اصل وفرع
میں کلام زید عین اصابت سے ناشی اور قول یحیٰی صحیح و رجیح و اصح و ارجح پر ماشی ہے ہکذا ینبغی التحقیق

واللہ تعالیٰ ولی التوفیق تنبیہ ہر عاقل ذی علم جانتا ہے کہ جواز بمعنی صحت و بمعنی اباحت خصوصًا اباحت بالمعنی الاخص الغیر الشامل للکراہۃ التنزیہیۃ اعنی تساوی الطرفین میں زمین آسمان کا فرق ہے اول ہرگز مستلزم ثانی نہیں۔ بہت افعال کہ مکروہ تنزیہی بلکہ تحریمی بلکہ حرام ہیں منافی صحت نماز نہیں ہوتے تو نماز اُن افعال کے ساتھ جائز ہوگی یعنی صحیح و مسقط فرض مگر وہ فعل جائز و مباح بالمعنی المذکور نہ ہوگا بلکہ حرام یا گناہ یا ناپسند علمائے کرام اہل مسلک اول کہ حمل کلب وغیرہ سباع سوائے خنزیر کے ساتھ نماز جائز بتاتے ہیں جواز بمعنی صحت میں کلام فرما رہے ہیں یعنی اِن جانوروں کا پاس ہونا نہ طہارت وغیرہ کسی شرط نماز کا منافی نہ کسی رُکن و فرض نماز کا منافی تو نماز فاسد نہ ہوگی فرض اُتر جائے گا معاذ اللہ یہ نہیں فرماتے کہ بے ضرورت شرعیہ ایسا فعل مکروہ و ناپسند نہیں جانتا کلب تو کلب اُن جانوروں کی نسبت جن کا نہ صرف بدن بلکہ لعاب بھی پاک ہے صاف تصریح فرماتے ہیں کہ نماز میں اُنہیں اٹھائے ہونا بُرا ہے جو ایسا کرے گا بُرا کرے گا۔ خانیہ و خلاصہ و بزازیہ و ہندیہ و ذخیرہ و منتقٰی کی عبارتیں محرر مذہب سیدنا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد سن چکے کہ یجوز و اساء اجزأہ وقد اساء نماز تو ہوگئی مگر اُس نے بُرا کیا تو جب پاک بدن پاک دہن جانوروں کی نسبت یہ ارشاد ہے ناپاک دہن جانور کو لینا کس قدر سخت ناپسند رکھیں گے بلکہ جانور کا کیا ذکر بے ضرورت لڑکوں بچوں کا اٹھانا بھی مکروہ بتاتے ہیں درمختار میں ہے یکرہ حمل الطفل یہاں تک کہ بے ضرورت تلوار باندھنا بھی مکروہ رکھتے ہیں جبکہ اس کی حرکت سے دل بٹے نور الایضاح و مراقی الفلاح میں ہے لایکرہ تقلد المصلی بسیف ونحوہ اذا لم یشتغل بحرکتہ وان شغل کرہ فی غیر حالۃ قتال تو ان کی نسبت یہ گمان کرنا کہ وہ اس فعل کو پسند رکھتے ہیں یا ناپسند نہیں جانتے ہیں محض بدگمانی و بدزبانی ہے بحمد اللہ تعالیٰ اس تقریر سے روشن ہوگیا کہ غیر مقلد صاحبوں کا اس مسئلہ کو مطاعن ائمہ عظام حنفیہ کرام خصہم اللہ تعالیٰ باللطف العام وعمّہم بالجود والانعام میں شمار کرنا محض سفاہت و بے عقلی ہے حضرات صاحبین اور اُن کے موافقین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے نزدیک تو کتا نجس العین ہے اور طاہر ماننے والوں سے بھی ایک جماعت عظیمہ اہل مسلک ثانی مطلقًا اس صورت میں نماز فاسد بتاتے ہیں رہے قائلین طہارت سے اہل مسلک اول وہ بھی اساءت و کراہت کی تصریح فرماتے ہیں۔ اُن کا مطلب صرف اس قدر کہ اگر کسی شخص نے کسی ضرورت و حاجت خواہ اپنی نادانی و جہالت سے ایسا کیا تو نماز باطل نہ ہوگی اس میں معاذ اللہ کیا جائے طعن ہے ہاں اگر فرماتے کہ ایسا کرنا چاہئے یا کرے تو کچھ ناپسندیدہ نہیں تو ایک بات تھی مگر حاشا وہ اس تہمت سے پاک و منزہ ہیں

وللہ الحمد الحمد للہ کہ یہ جواب ۱۴ ربیع[1] رجب مرجب ۱۳۱۲ھ ~~۱۳۱۳~~ ہجریہ قدسیہ روز جان افروز دوشنبہ کو تمام اور بلحاظ تاریخ **سلب الثلب عن القائلین بطہارۃ الکلب** نام ہوا واٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین وافضل الصلٰوۃ والسلام علی سید المرسلین سیدنا ومولانا محمد واٰلہ وصحبہ اجمعین۔ واللہ تعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

مسئلہ (۶۷) از کلکتہ دھرم تلا نمبر ۶ مرسلہ جناب مرزا غلام قادر بیگ صاحب ۲۳ شعبان ۱۳۱۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ میری بغل میں داد یا پھنسی کسی قسم کی ہوگئی ہے اُس میں چُل ہوتی ہے جس وقت کھجاتا ہوں تو کچھ لہو سا نکل آتا ہے۔ اُس جگہ کا پاک کرنا بسلان آب تو بغیر غسل سارے بدن زیریں کے ہو نہیں سکتا لہذا اُسی موضع کو تین مرتبہ کپڑا پانی میں تر کرکے اپنے فہم کے موافق پاک کرلیتا ہوں اور کپڑا ہر مرتبہ میں دوسرا لیتا ہوں کہ اول کو پاک کرنا ذرا دشوار ہوتا ہے اور یہی صورت جناب مولوی سعادت حسین صاحب مدرس مدرسہ عالیہ نے بتائی اگر آپ اپنی رائے سے مطلع فرمائیں گے تو ان شاء اللہ تعالٰی اطمینان کلی ہوجائے گا۔ بینوا توجروا۔

الجواب: یہ مسئلہ اگرچہ ہمارے ائمہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم میں مختلف فیہا اور مشائخ فتوٰی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہم میں معرکۃ الآراء رہا ہے مگر فقیر غفر اللہ تعالٰی لہ اسی پر فتوٰی دیتا ہے کہ بدن سے نجاست دور کرنے میں دھونا یعنی پانی وغیرہ بہانا شرط نہیں بلکہ اگر پاک کپڑا پانی میں بھگو کر اس قدر پونچھیں کہ نجاست مرئیہ ہے تو اُس کا اثر نہ رہے مگر اتنا جس کا ازالہ شاق ہو اور غیر مرئیہ ہے تو ظن غالب ہوجائے کہ اب باقی نہ رہی اور ہر بار کپڑا تازہ لیں یا اُسی کو پاک کرلیا کریں تو بدن پاک ہوجائے گا اگرچہ ایک قطرہ پانی کا نہ بہے۔ یہ مذہب ہمارے امام مذہب سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کا ہے اور یہاں امام محمد بھی ان کے موافق ہیں اور بہت اکابر ائمہ فتوٰی نے اسے اختیار فرمایا اور عامہ کتب معتبرہ مذہب میں بہت فروع اسی پر مبتنی ہیں تو اس پر بے تردد عمل کیا جاسکتا ہے۔ مثلاً انگلی پر کچھ نجاست لگ گئی تھی اسے خبر نہ تھی کسی وجہ سے انگلی تین بار چاٹ لی یہاں تک کہ اُس کا اثر جاتا رہا اُنگلی پاک ہوگئی۔ عورت کے سر پستان پر نا پاکی تھی بچے نے دودھ پیا یہاں تک کہ اثر نجاست زائل ہوا پستان پاک ہوگئی فی الدر المختار والبحر وغیرھما تطہر اصبع وثدی تنجس بلحس ثلثا شراب پی اُس کے بعد اپنے لب تین بار چاٹ لئے اور لعاب دہن میں پیدا ہوکر بار بار نگل لیا یہاں تک اثر خمر نہ رہا منہ پاک ہوگیا یونہیں بلّی نے چوہا کھا کر زبان سے اپنا منہ

[1] بسبب مکابرہ بعض اہل بدعت و تحریر بعض دیگر فتاوٰی دیگر دربارہ روز تک یہ جواب نہ لکھا گیا ۱۲